سقوطِ بغداد

آسماں را حق بود گر خون ببارد بر زمین

خوابیدہ عالم اسلام کے لئے آخری تازیانۂ عبرت

حالات کی دھار اور واقعات کی رفتار عالمی منظر نامہ میں کچھ اس برق رفتاری کیساتھ تبدیل ہو رہے ہیں کہ سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا کہ دماغ مزید کیا سوچے؟ اور قارئین کے سامنے کیا پیش کرے؟ کیونکہ دماغ غم کی شدت اور بارِ شوریدگی کے باعث پگھلا جا رہا ہے اور قلم خون کے آنسو بہا رہا ہے کہ وہ کس فولادی دل اور کس زبان سے حکایتِ خونچکاں لکھے؟ جو اداریہ 8 اپریل کو لکھا جا چکا تھا اور پریس میں جانے کیلئے تیار تھا کہ یکا یک حالات نے ایک نئی افسوسناک کروٹ اختیار کی اور اپنے ہی الفاظ وخیالات میرا منہ چڑانے لگے اور وہ حادثۂ فاجعہ یعنی سقوط بغداد بدقسمتی سے ہمارے سامنے ظہور پذیر ہو ہی گیا جس کا دھڑکا اور اندیشہ تو تھا ہی لیکن دل ودماغ اور زمینی حقائق اتنی جلدی اس کے ماننے کیلئے تیار نہیں تھے۔　　ع　　جس کا دھڑکا تھا وہی ہو کر رہا

ابھی تو امت مسلمہ کے سینے میں سقوطِ کابل کے زخم بھی مندمل نہیں ہوئے تھے کہ ایک نئی ضرب کاری (سقوطِ بغداد) نے بچی کھچی کسر بھی پوری کر دی' اور مجروح دلوں پر رنج وغم کا ایسا سیلاب بلا گزرا جو اپنے ساتھ سب کچھ بہا کے لے گیا اور آنکھوں سے ایسا طوفان نوح نکلا اور برسا کہ اس کیفیت کو غالباً لفظوں میں بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

ع　　افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ صدام حسین کی آمرانہ حکومت' اس کے فاشسٹ نظریات اور اس کی بے رحم اور متنازعہ شخصیت سے ہمارے ادارے' اور ہماری جماعت کو روز اول ہی سے شدید اختلاف رہا۔ کیونکہ اس نے شروع دن ہی سے اپنی پالیسیوں کے باعث عالم اسلام کو بہت ہی زیادہ نقصان پہنچایا اور ہمیشہ امریکہ کے اشاروں پہ چلتا رہا اور عالم اسلام کے بہت ہی مایہ ناز اور عسکری صلاحیتوں اور قدرتی وسائل سے مالا مال ملک عراق کو اپنے ہی ہاتھوں تباہ و برباد کر ڈالا۔

لیکن اس کی ماضی کی تمام تر کوتاہیوں اور غلطیوں کے باوجود جب اس نے فرعونِ وقت امریکہ کو للکارا اور اس کی دشمنی میں انتہا کو پہنچ گیا تو یہ سارے عالمِ اسلام اور ہم سب کا ہیرو بن گیا۔ لیکن ایک بار پھر سقوطِ بغداد کے ڈرامائی انداز اور اتنی آسانی اور بغیر کسی مزاحمت اور مقابلہ کے شہر بغداد سمیت دوسرے شہروں کو امریکہ کی گود میں پھینک دینے کی سمجھ میں نہ آنے والی پالیسی نے ایک بار پھر اس کے کردار اور حیثیت کو متنازعہ بنا دیا ہے اور اس واقعہ نے نہ صرف مجھے بلکہ پوری دنیا کے باسیوں کو حیرت کی مہیب وادیوں میں پہنچا دیا ہے اور سچ اور جھوٹ کی تمیز' کھرے اور کھوٹے کی پہچان بھی شکوک وشبہات کی اس فضاء میں تقریباً دھندلا گئی ہے۔ کیونکہ

ع ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

پھر مایوسی اور قنوطیت تو اس نازک وقت میں مزید بڑھ جاتی ہے کہ غافل عالمِ اسلام اب بھی خوابِ غفلت سے نہیں بیدار نہیں ہو رہا' اور قیامت خیز اور محشر بداماں حادثات بھی اسے جھنجھوڑنے کیلئے ناکافی ثابت ہو رہے ہیں اور اتنے بڑے بڑے قدرت کے تازیانوں کے باوجود بھی اس میں نہ بیداری کی کوئی لہر اٹھتی ہے اور نہ ہی مستقبل قریب میں کوئی اتفاق واتحاد کی عملی صورت سامنے نظر آ رہی ہے۔

انقلابات جہاں واعظ رب ہیں سن لو
ہر تغیر سے صدا آتی ہے فافھم فافھم

اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی اب یہی معلوم ہو رہا ہے کہ عالمِ اسلام کے شقی القلب اور بے ضمیر حکمرانوں کو اب شاید صبحِ قیامت اور صورِ اسرافیل بھی جگا نہ سکے ۔

الٰہی سنسان کبھی پہلے نہ تھی ہجر کی رات
دور تک قافلۂ صبح کے آثار نہیں

غم واندوہ' مایوسی' نا امیدی اور ظلم وجبر کی اس زہریلی فضا میں بڑی مشکل سے دل ودماغ اور قلم اور ہاتھ کو ہزار بار منت سماجت کر کے یہ چند بے ربط و بے ضبط جملے لکھنے پر مجبور کیا ہے کہ

من قاش فروش دل صد پارہ خویشم

فصلِ بہار اس دفعہ اپنے پہلو میں خوشبو' سبزہ اور تازگی کے بجائے آگ بارود اور تباہی وبربادی کا سامان لے کر اہلِ عراق کے لئے آئی ہے۔ دریائے دجلہ ایک بار پھر خون کے آنسو بہا رہا ہے اور فرات کے کنارے بھی لہو رنگ ہو رہے ہیں۔ تہذیب وتمدن کا مسکن' انبیاؑ ومشاہیر امت کا مدفن' علم وعرفان کا معدن' مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کی یادگار' اور عالمِ اسلام کی شان وشوکت کا قدیم تاریخی ورثے کی اہمیت کا حامل دار الخلافہ شہر بغداد کو ایک بار پھر زمانہ حال

کے فتنۂ تاتار (امریکہ) نے روند ڈالا ہے۔ بستیاں تاراج کی جارہی ہیں، شہروں کا محاصرہ کرلیا گیا ہے، پانی اور راشن کے ذخیرے تباہ کردیئے گئے ہیں، انسانی لاشوں کے پشتے بنائے جارہے ہیں، بے گناہ اور معصوم نہتے شہریوں پر ہزاروں پونڈ وزنی بم اور کروز میزائل بارش کی طرح ''آزادیٔ عراق'' کے نام پر برسائے جارہے ہیں۔ ؎

آج کل میخانے میں تقسیم ہوتے ہیں جگر
زہر کے ساغر شرابِ زندگی کے نام سے

الغرض اک قیامت ہے جو سرزمینِ بغداد پر ٹوٹ پڑی ہے اور ناگہانی مصائب کی بارش نے مسلمانانِ عراق کو عرصہ محشر میں پھینک دیا ہے۔ مظلوم انسانوں کی چیخ وپکار سے عرش بریں بھی لرزاں وترساں ہے اور زمین بھی اپنا سینہ پیٹتی ہوئی مبتلا ئے آہ وگریاں ہے اور اس شورِ قیامت میں پورے کرۂ ارض کی حکومتیں، انسان اور خصوصاً مسلم امہ میڈیا کے ذریعے یہ خون آشام مناظر دیکھ رہی ہے اور جگر پاش خبریں دن رات سن رہی ہے، لیکن کوئی بھی ان نہتے انسانوں اور مسلمانوں کی مدد اور نصرت کے لئے نہیں جاسکتا۔ کیونکہ ''مہذب دنیا'' کے باسی دوبارہ پتھر کے زمانے کے رہنے والے اور پتھر کے انسان بن گئے ہیں۔

ویسے تو امریکہ نے انسانیت کے لاشے کو دنیا بھر میں اور خصوصاً افغانستان کی سرزمین پر پہلے ہی ننگا اور چور چور کرکے پھینک دیا تھا۔ لیکن اب عراق کی سرزمین پر تو اس کا وہ حشر نشر کیا جارہا ہے کہ بربریت کی علامت اور عراق کے فاتح تاتاریوں کی روحیں بھی ان مظالم کے سامنے شرمسار ہیں، ظالم نازی بھی محوِ حیرت اور شمالی اتحاد کے درندے بھی حیراں وپریشاں ہیں۔ اس ساری صورتحال کا انتہائی افسوسناک پہلو یہ ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک کو عراقی مسلمانوں پر مظالم کیلئے مسلمانوں اور خصوصاً عربوں نے اپنی سرزمین، سمندری اور فضائی حدود فراہم کئے اور جتنے بھی حملے ہوئے اور ہورہے ہیں کویت، قطر، بحرین اور ترکی وغیرہ سے ہی ہورہے ہیں۔ جیسا کہ ماضی میں پاکستان نے افغانستان کے خلاف یہ ''کارہائے نمایاں'' سرانجام دیئے تھے اور اب یہ ممالک سوختہ سامانی اور تباہی وبربادی کا سارا انتظام اپنے پڑوسیوں کے لئے فراہم کررہے ہیں۔ ع یہ مسلماں ہیں کہ جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

اور ع حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے

یہ ظلم وبربریت علاقے میں صیہونی حکومت اسرائیل کو تحفظ دینے اور اسے من مانی کرنے کیلئے کی گئی، تاکہ عظیم اسرائیل کا منصوبہ عملی طور پر پورا کیا جاسکے اس کے ساتھ ساتھ امریکہ نے دنیا کے دوسرے بڑے تیل پیدا کرنے والے ملک عراق کے تیل کے کنوؤں پر بھی اپنا قبضہ جمالیا کیونکہ اکیسویں صدی میں اسے سپر پاور رہنے کیلئے قدرتی وسائل اور خصوصاً پیٹرول کی دولت کی وافر ضرورت پڑے گی پھر آئندہ جو بھی جنگیں ہوں گی وہ انہی چیزوں کے حصول کے لئے ہوں گی اور اب تو امریکہ نے عراق پر قبضے کے بعد اس کمی کو بھی بظاہر پورا کردیا ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ امریکہ

خلیج میں اپنی فوجی طاقت میں دن بدن مزید اضافہ کر رہا ہے اور اس نے اب عراق' افغانستان کو ہضم کرنے کے بعد اب کھلے عام شام اور ایران کے ساتھ بھی ٹکر لینے کا صاف اعلان کر دیا ہے اور پاکستان کے ایٹمی مرکز کہوٹہ پر بھی مختلف قسم کی پابندیاں لاگو کر دی گئی ہیں جو کہ ایک بڑے خطرے کا الارم ہے۔ امریکہ کا اسلام اور امت مسلمہ کے خلاف ایجنڈا بہت واضح اور صاف ہے۔ اس میں اب کوئی ابہام نہیں رہا۔ لیکن دوسری جانب عالم اسلام اس کے مقابلے میں بالکل ٹس سے مس نہیں ہو رہا اور نا ہی ان واقعات سے کوئی سبق حاصل کر رہا ہے جیسا کہ ماضی میں مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کی علامت خلافت عثمانیہ کو توڑا گیا اس کے بعد قبلہ اول القدس شریف کا سقوط ہوا پھر سقوط ڈھاکہ' سقوط چیچنیا' سقوط کابل ہوا اور اب دوبارہ سقوط بغداد............. لیکن ہم نے ان خونچکاں حادثات اور دلخراش واقعات سے کوئی سبق اور کوئی درس عبرت حاصل نہیں کیا۔

اک غُل مچا ہوا ہے کہ مسلم ہے خستہ حال　　کوئی مجھے بتائے کہ مسلمان ہے کہاں؟

ہمارے مسلمانوں میں بزدلی اور بے حمیتی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ لوگ اب کھلے عام اپنی اپنی باری کا انتظار کر رہے ہیں اور اس پر بحث چل رہی ہے کہ اس کے بعد اب کس کی باری آئیگی؟ یہ ہو بہو وہی افسوسناک صورتحال ہے جو آج سے تقریباً ساڑھے سات سو برس قبل تاتاریوں کے عالم اسلام اور بغداد پر حملہ کے وقت کی تھی۔ اسکی ایک مثال مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے اپنی کتاب ''تاریخ دعوت وعزیمت'' میں بیان کی ہے:

''تاتاریوں کی ہیبت اور مسلمانوں کی دہشت کا یہ عالم تھا کہ بعض اوقات ایک تاتاری ایک گلی میں گھسا ہے' جہاں سو مسلمان موجود تھے' کسی کو مقابلہ کی ہمت نہ ہوئی' اور اس نے ایک ایک کر کے سب کو قتل کر دیا اور کسی نے ہاتھ تک نہیں اٹھایا...... بعض اوقات تاتاری نے کسی مسلمان کو گرفتار کیا اور اس سے کہا کہ اس پتھر پر سر رکھ دے' میں خنجر لا کر تجھ کو ذبح کروں گا۔ مسلمان سہا پڑا رہا' اور بھاگنے تک کی ہمت نہ ہوئی' یہاں تک کہ وہ شہر سے خنجر لایا اور اسکو ذبح کیا۔''

اور آج دوبارہ امریکہ فتنہ تاتار کی صورت میں عالم اسلام کے مقابلہ میں کھڑا ہے اور ایک ایک کو لقمہ تر بنا کر ہضم کر رہا ہے اور اس کیساتھ ہی دوسروں کو بھی دھمکیاں دے رہا ہے کہ اب تمہاری باری ہے اپنی جگہ بغیر کسی مزاحمت' اور مقابلہ کے شکار بننے کیلئے تیار رہو۔ اس ظلم اور جنگل کے قانون کے سامنے سارا عالم اسلام خاموش' گنگ اور بے حس بت کی طرح کھڑا ہے۔ اے کاش! اس بزدلی اور غلامی کے جینے سے تو موت ہی ہمارے لئے ہزار ہا درجے بہتر ہے۔

یلیتنی مت قبل هذا و کنت نسیا منسیا

ہوا جب غم سے یوں بے حس تو غم کیا سر کے کٹنے کا
نہ ہوتا گر جدا تن سے تو زانو پہ دھرا ہوتا

پہلے سقوط بغداد پر شیخ سعدیؒ کے تاریخی مرثیہ کے چند جگر سوز اشعار موجودہ سقوط بغداد کے افسوسناک موقع پر نذر قارئین ہیں

آسماں را حق بود گر خون ببارد بر زمین — بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین
اے محمدؐ گر قیامت می برآری سر ز خاک — سر برآور ویں قیامت درمیانِ خلق بیں
نازنینان حرم را خون خلقِ نازنین — زاستانِ بگذشت و ما را خون دل آراستیں
زینہار از دو گیتی و انقلاب روزگار — در خیال کس نگشتی کا نچنان گردد چنیں
دیدہ بردار اے کہ دیدی شوکت بیت الحرام، — قیصرانِ روم سر برخاک و خاقان بر زمین
خون فرزندان عم مصطفیٰ ؐ شد ریختہ — ہم برآں خاکے کہ سلطاناں نہادندے جبیں
دجلہ خونابست زیں پس گر نہد سر بر نشست — خاک نخلستان بطحا را کند با خون عجیں
روے دریا درہم آمد زیں حدیث ہولناک — می تواں دانست بر رویش ز برج افتادہ چیں
نوحہ لائق نیست بر خاک شہیداں، زانکہ ہست — کمتریں دولت مر ایشاں را بہشت برتریں
لیکن از روے مسلمانی وراہِ مرحمت — مہرباں را دل بسوزد در فراق نازنین

حضرت مولانا شہید احمدؒ کی رحلت

جمعیت علماء اسلام کے سینئر نائب صدر اور ممتاز دینی وسیاسی رہنما سابق رکن قومی اسمبلی حضرت مولانا شہید احمدؒ گزشتہ دنوں 17 مارچ 2003 کو طویل علالت کے بعد اپنے آبائی گاؤں کرک (سرحد) میں انتقال فرما گئے۔ مرحوم کی عمر تقریباً 77 برس تھی۔ زندگی تعلیم و تعلم اور مظلوم اور غریب انسانوں کی خدمت گزاری میں بسر کی۔ عمر بھر غلبہ اسلام کی جدوجہد کیلئے پارلیمنٹ اور سیاسی پلیٹ فارم پر جدوجہد کرتے رہے۔ دو بار قومی اسمبلی کا الیکشن اپنے علاقے کے بڑے بڑے سرمایہ داروں سے بھاری اکثریت سے جیتے۔ قومی اسمبلی میں حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کے ساتھ تمام اہم اسلامی اور ملی ایشوز پر ساتھ دیتے رہے۔ آپؒ قومی اسمبلی میں جمعیت علماء اسلام کے پارلیمانی لیڈر بھی رہے۔ عمر بھر نظریاتی طور پر دارالعلوم حقانیہ اور حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کے ساتھ وابستہ رہے اور درمیان میں ہر طرح کے مشکل حالات پیش آتے رہے لیکن آپ کے پایہ استقامت میں لغزش نہ آسکی۔ جس مؤقف کو حق سمجھتے تھے اسی کو آخر دم تک نبھائے رکھا۔ الغرض سیاسی میدان میں وفاداری اور وفا شعاری کے انمٹ نقوش رہتی دنیا تک چھوڑ گئے۔ آپ عزم و استقامت کے کوہ گراں تھے اور علاقے بھر کیلئے ایک بڑے روحانی پیرومرشد اور رہبر و رہنما تھے۔